از

محمد ابوبکر غازی پوری

خط اور اس کا جواب

حضرت امام ابوحنیفہ پر محدثین کی جرحوں کی حقیقت

محترم حضرت مولانا غازی پوری صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

زمزم کا شمارہ نمبر ۶ جلد نمبر ۳ پہونچا، حضرت امام اعظم کے بارے میں غیر مقلدین کا نقطۂ نظر آپ کی کتابوں اور زمزم کے شماروں سے پہلے سے معلوم تھا مگر یہ شمارہ بطور خاص نظر کشا ہوا، صاحب کتاب کے بارے میں پہلے سے معلوم ہے خاص طور پر آپ کی کتاب "صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدین کا نقطۂ نظر" پڑھنے کے بعد صحابہ کرام کے بارے میں رئیس احمد ندوی کے گندے خیالات ہمارے علم میں ہیں، جب یہ صاحب صحابہ کرام کو نہیں بخشتے ہیں تو امام ابوحنیفہ کی شان میں اگر یہ اپنی زبان تیز کریں اور بیہودہ کلمات بکیں تو تعجب کیا ہے۔

براہ کرم آپ ذرا اس کی وضاحت فرمائیں کہ رئیس احمد ندوی یا ان جیسے دوسرے غیر مقلدین اصحاب قلم حضرت امام ابوحنیفہ کی شان میں بکواس کرنے کیلئے جن کتابوں کا سہارا لیتے ہیں ان کتابوں کی حقیقت کیا ہے، کیا اس کے مصنفین قابلِ اعتبار لوگ ہیں!

امید ہے کہ آپ اس جانب توجہ فرماکر احسان فرمائیں گے، واقعہ یہ ہے کہ آپ کی تحریروں نے ہمیں سلفیت کی حقیقت سے بہت کچھ واقف کرادیا ہے۔ والسلام

(بندہ نیازمند محمد ارشد قاسمی سنت کبیر نگر۔ یوپی)

ناظم ! پہلے تو آپ یہ معلوم کریں کہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں جن سے جرحیں منقول ہیں، ان جرحوں کا منشا کیا ہے، تو اس کی حقیقت کو حافظ ابن عبد البر مالکی نے جامع بیان العلم میں بایں الفاظ واضح کیاہے۔ فرماتے ہیں:

ونقموا ایضا علی ابی حنیفۃ الارجاء ومن اھل العلم من ینسب الی الارجاء کثیر لم یعن احد بنقل قبیح ماقیل فیہ کما عنوا بذلک فی ابی حنیفۃ لامامتہ وکان ایضا مع ھذا یحسد وینسب الیہ مالیس فیہ، ویختلق علیہ مالایلیق بہ وقد اثنی علیہ جماعۃ من العلماء وفضلوہ۔ (ص ۴۳۱ جامع بیان العلم طبع دارالکتب العلمیہ)

امام ابوحنیفہ پر لوگوں نے ارجاء کی وجہ سے بھی جرح کیاہے، حالانکہ ارجاء کے قائلین بہت سے اہل علم رہے ہیں، لیکن جتنی بری باتیں امام ابوحنیفہ کے بارے میں کہی گئی ہیں وہ کسی اور کے بارے میں نہیں کہی گئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ (اللہ نے ان کو) امت کا پیشوا اور امام بنایا تھا، اسی کے ساتھ ساتھ لوگ ان پر حسد بھی کرتے تھے اور انکی طرف وہ باتیں منسوب کرتے تھے جن سے ان کا دامن پاک تھا اور جو ان کے مقام علم وفضل سے گری ہوئی تھیں، حضرت امام ابوحنیفہ کی تعریف علماء کی ایک بڑی جماعت نے کی ہے، اور ان کو دوسرے اہل علم پر فضیلت دی ہے۔

حافظ ابن عبد البر مزید فرماتے ہیں:

الذین رووا عن ابی حنیفۃ واثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموا فیہ۔ (ایضاً ص ۴۳۲)

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ سے جن محدثین نے روایت کیاہے انکی تعداد ان لوگوں سے زیادہ ہے جنھوں نے ان پر جرح کی ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

وکان یقال یستدل علی نباھۃ الرجل من الماضین بتباین

یعنی کہا یہ جاتا رہاہے کہ اسلاف میں سے کسی کے بارے میں لوگوں کی رایوں کا الگ الگ ہونا

الناس فیہ (ایضاً ص۲۲۳) اس آدمی کے بلند مرتبہ ہونیکی دلیل ہے۔
یعنی جن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے، اس کی طرف لوگوں کی نگاہ نہیں اٹھتی ہے، نگاہ اس کی طرف اٹھتی ہے جو باحیثیت اور عظیم القدر شخص ہوتا ہے، اور جس کا مقام جتنا بلند ہوتا ہے اس کے حاسدین بھی اسی قدر ہوتے ہیں، چونکہ وہ اس کے مقام بلند کو پا نہیں سکتے ہیں اس وجہ سے اس کی برائیاں کرکے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں، آپ نے سنا ہوگا شجر ثمردار پر پتھر زیادہ پڑتے ہیں خالی درخت پر کوئی پتھر نہیں مارتا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے آپ نے اندازہ لگا لیا کہ عیب حضرت امام اعظم میں کوئی نہیں تھا جس کی بنا پر ان پر جرح کی جائے، عیب ان میں تھا جنھوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو اپنی جرحوں کا نشانہ بنایا ہے اور وہ عیب حسد کا تھا۔ اور آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ وہ خطرناک اخلاقی بیماری ہے جس سے آدمی کا شفا پانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ حاسد اپنے محسود کے بارے میں ہر گھناؤنی حرکت کو آزماتا ہے، حتیٰ کہ وہ اس کے خلاف باتیں گڑھتا بھی ہے اور جھوٹی تہمتوں کے لگانے میں اس کو شرم نہیں آتی ہے، مگر ذلیل وخوار حاسد ہی ہوتا ہے محسود کا درجہ دن بدن بلند ہوتا رہتا ہے۔ حضرت امام اعظم کا معاملہ بھی یہی رہا۔ کم ظرفوں نے حسد تو بہت کیا، ان کے خلاف عوام میں بدظنی پیدا کرنے کیلئے جو کچھ ان کے بس میں تھا سب کچھ کیا، خوب خوب روایتیں گڑھیں، جھوٹ کا انبار لگایا مگر امام اعظم کی عزت ورفعت اور امامت فی الدین اور مقبولیت عند اللہ کا ستارا ہر روز بلند ہی ہوتا رہا، اور آج دنیا کا دو تہائی حصہ انھیں کے فقہ کا پابند ہے، اور انھیں کی تقلید کرتا ہے ؎

ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں
یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اور حاسدین اور جھوٹوں کا انجام کیا ہو؟ تو آج ان میں اکثر کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہے، کتابوں میں بس ان کا ذکر رہ گیا ہے، اور بعضوں کا انجام تو ایسا

بھیانک ہوا کہ الامان والحفیظ، انھیں میں سے ایک صاحب نعیم بن حماد ہیں جو خیر سے حضرت امام بخاری کے استاذ بھی ہیں، یہ صاحب امام ابوحنیفہ کے پکے دشمن تھے، اور انکی ثقاہت وامانت کا حال یہ تھا کہ یہ حضرت امام اعظم کی شان میں بدگوئی کے لئے روایتیں گڑھا کرتے تھے، امام اعظم کے خلاف جن محدثین نے حد درجہ گرے اخلاق کا ثبوت دیا ہے ان میں نعیم بن حماد کا نام سرفہرست ہے۔ اس شخص کا حال بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب نعمان كلها كذب۔

یعنی نعیم بن حماد سنت کو تقویت دینے میں حدیثیں گڑھا کرتا تھا اسی طرح امام ابوحنیفہ کی بدگوئی کیلئے افسانے تیار کرتا تھا جو سب کا سب جھوٹ ہوتے۔

(تہذیب التہذیب ج۱۰ص۴۶۳)

تعجب ہے کہ ایسے وضاع اور مزور اور کاذب کی روایتوں کو حضرت امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں درج کیا ہے اور اس سے روایتیں لی ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ امام بخاری نے دوسروں کی حدیثوں کے ساتھ ملا کر اس کی روایتیں نقل کی ہیں، بلاشبہ بخاری نے ایسا ہی کیا ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا ایسا وضاع کذاب شخص اس لائق بھی تھا کہ اسکی روایتیں دوسروں کی روایتوں کو ملا کر ہی لی جائیں؟ امام ابوحنیفہ پر اسکا کذب وافتراء تو یہ کہکر گوارا کیا جا سکتا ہے کہ اس شخص کو امام سے دشمنی تھی اور یہ اس کے لئے جو کرتا تھا سو کرتا تھا مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس شخص کی محتاج تھی کہ وہ ان کو قوی بتلانے کیلئے احادیث گڑھنے کا گھناؤنا فعل انجام دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک کی طرف ان باتوں کو منسوب کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ادا نہ ہوئی تھیں۔

خیر میں عرض یہ کر رہا تھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جن لوگوں نے حسد وعداوت کا معاملہ کیا اور ان کی شان میں بٹہ لگانے کی کوشش کی ان میں سے بعض کا انجام

بہت بُرا ہوا، انھیں میں یہ نعیم بن حماد بھی تھا، لوگوں نے لکھا ہے کہ حکومت وقت نے اس کو گرفتار کیا اور اس کو رسی میں جکڑ کر کھینچا گیا اور ایک گڈھے میں ڈال دیا گیا اور اس طرح اسکو زندہ دفن کر دیا گیا۔

ولم یکفن ولم یصل علیه نہ اس کو کفن نصیب ہوا اور نہ اس کو نماز جنازہ پڑھی گئی۔ (دیکھو تاریخ خطیب ص ۲۱۴/۱۳ج)

نعیم بن حماد کا حوالہ امام ابوحنیفہ کی بدگوئی کرنے والے بہت دیتے ہیں، اور نعیم ہی کے حوالے سے امام بخاری نے بھی حضرت امام ابوحنیفہ کے بارے میں یہ شاندار روایت ذکر کی ہے۔ امام بخاری ابونعیم کے حوالے سے اپنی کتاب تاریخ صغیر میں لکھتے ہیں۔

حدثنا نعیم بن حماد قال	یعنی بیان کیا ہم سے نعیم بن حماد نے اس نے کہا
حدثنا الفزاری قال کنت عند	کہ بیان کیا ہم سے فزاری نے، اس نے کہا کہ میں
سفیان فنعی النعمان فقال الحمد لله	اما سفیان کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس
کان ینقض الاسلام عروة عروة	ابوحنیفہ کے وفات کی خبر آئی تو انھوں نے کہا
ما ولد فی الاسلام اشأم منه	اللہ کا شکر ہے یہ شخص اسلام کو گھنڈی گھنڈی
(ص ۱۷۱ مطبوعہ لاہور)	کر کے توڑتا تھا اسلام میں اس سے بڑا بدبخت
	کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔

تعجب ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر انھوں نے اس گندی اور بالکل ظاہر الکذب روایت کو جس کا گڑھا ہونا بالکل واضح ہے کیسے روایت کیا، کیا ان کو معلوم نہیں تھا کہ ان کا یہ استاذ کس کردار اور کس صفت کا آدمی ہے، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر محدث ہیں سب کو معلوم ہے کہ عام فقہی و اعتقادی مسائل میں عموماً وہ حضرت امام ابوحنیفہ کی موافقت کرتے ہیں، ان کے بارے میں اس کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک مسلمان چہ جائیکہ امام اعظم جیسے جلیل القدر فقیہ کی وفات سن کر انا للہ پڑھنے کے بجائے اپنی زبان سے ایسے گندے الفاظ نکالیں گے جس کا تصور ایک عام مسلمان سے

بھی نہیں کیا جا سکتا، چونکہ یہ بات امام بخاری نے نقل کی ہے اس وجہ سے امام ابوحنیفہ کے دشمنوں کو امام کے خلاف بکواس کرنے کیلئے اور اپنا بغض ظاہر کرنے کیلئے ایک بڑا ہتھیار مل گیا، مگر اس سے امام اعظم کا تو کچھ نہیں بگڑا بلکہ امام بخاری ہی کو تنقید کا نشانہ بنا پڑا، اس روایت کو نقل کر کے مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابراہیم سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ

نعیم کے متعلق نقاد ائمہ حدیث میں سخت اختلاف ہے، بعض کی رائیں اچھی ہیں اور بعض کی بہت سخت ہیں :

پھر فرماتے ہیں :

عباس بن مصعب نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ نعیم بن حماد نے حنفیوں کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔

یعنی نعیم بن حماد کا ایک دلچسپ مشغلہ یہی تھا کہ وہ احناف کے خلاف کتابیں لکھا کرے، اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ ان کتابوں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بے اصل روایتیں نقل کرتا تھا یعنی بے شرمی و بے دینی کی انتہا پر یہ شخص تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بے دھڑک جھوٹ حدیث منسوب کرتا تھا، حضرت امام یحیٰی بن معین فرماتے ہیں کہ میں اس ابونعیم کے حال سے خوب واقف ہوں، پھر نعیم کی اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں جس میں اس نے رائے و قیاس کی مذمت میں ایک حدیث گڑھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی ہے۔ لیس له اصل، یعنی یہ حدیث بالکل بے اصل ہے۔

یہ سب کہہ کر حافظ ابراہیم سیالکوٹی صاحب فرماتے ہیں :

اس روایت کو نعیم کی کتب دربارہ تردید حنفیہ کے ساتھ ملا کر غور کیا جائے تو صاف کھل جاتا ہے کہ نعیم کی مخالفت بنا بر تحقیقات نہیں بلکہ بے اصل روایات کی بنا پر ہے۔

اور اس کے بعد حافظ ذہبی کی میزان سے انھوں نے بھی یہ نقل کیا ہے کہ نعیم

سنت کی تقویت میں حدیث بنالیا کرتا تھا اور جھوٹی حکایتیں بھی امام ابوحنیفہ کی عیب گوئی میں جو سب کی سب جھوٹ ہیں ۔ میزان جلد دوم ص۲۳۶ (تاریخ اہلحدیث ص ۹۲)

پھر حافظ صاحب نعیم کے بارے میں امام نسائی کی یہ جرح نقل کرتے ہیں ۔ نعیم ضعیف لیس بثقة یعنی نعیم ضعیف ہے ثقہ نہیں ۔ لیس بحجة وہ حجت نہیں ہے ۔

پھر فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اس کو ثقات میں لکھا ہے لیکن یہ بھی کہاہے کہ وہ غلطی بھی کرتا تھا اور وہم بھی ۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ نعیم بن حماد کی بیس احادیث ایسی ہیں جن کا کوئی اصل نہیں ۔

پھر فرماتے ہیں کہ
خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بنا پر حضرت امام ابوحنیفہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں ۔ ص۹۴

حضرت امام ابوحنیفہ کے حاسدین اور ان سے عداوت ودشمنی رکھنے والے آپکی بدگوئی کے لئے اسی طرح کی روایتوں کا سہارا لیتے ہیں ۔

خیر یہ تو امام بخاری کے استاذ ابونعیم کا حال تھا ، نعیم نے اس روایت کو فزاری سے نقل کیاہے ۔ یہ فزاری کون بزرگ ہیں ، تو دکتور محمود الطحان اپنی کتاب الحافظ الخطیب البغدادی واثرہ فی علوم الحدیث میں فرماتے ہیں ۔

والفزاری هذا يطلق لسانه فی ابی حنيفة كثيرا ويعاديه فی جميع المجالس يتقرب الی الخلفاء ۲۳۹ ونسبته الی القول بالخروج علی الخلفاء العباسيين وسبب ذلك علی ما قيل ان ابا حنيفة كان افتی اخاه الفزاری بموازرة ابراهيم بن عبد الله الطالبی الذی خرج بالبصرة علی ابی جعفر المنصور فقتل اخوه فی الحرب مع ابراهيم فطار صوابه حزنا علی مقتل اخيه واعتبر ابا حنيفة هو السبب فی قتله فاطلق لسانه بجهل عظيم علی شيخه ابی حنيفة كما هو مذكور فی مقدمة الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ۔ ص۳۲۸

یعنی فزاری حضرت امام ابوحنیفہ کی شان میں بہت زیادہ زبان چلاتا تھا اور اپنی تمام مجلسوں میں ان سے عداوت کا معاملہ کرتا تھا اور خلفاء عباسیین کے دربار میں ان کو قتل کرانے کے درپے رہا کرتا تھا اس طرح وہ ان کا تقرب حاصل کرنا چاہتا تھا وہ ان سے یہ کہتا تھا کہ امام ابوحنیفہ خلفاء عباسیین کے خلاف بغاوت بھڑکاتے ہیں ، اور اس کا سبب جیسا کہ کہا جاتا ہے یہ تھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے اس کے بھائی کو فتوی دیا تھا کہ جعفر منصور کے خلاف ابراہیم بن عبداللہ الطالبی کی جنگ میں مدد کرے ، چنانچہ اس کا بھائی اس جنگ میں قتل ہوا تو اس فزاری کی عقل بھائی کے غم میں جاتی رہی اور وہ سمجھا تھا کہ ابوحنیفہ اسکے بھائی کے قتل ہونے کا سبب بنے ہیں تو اس نے اپنے شیخ امام ابوحنیفہ کیخلاف نہایت جاہلانہ طریقہ پر زبان کو بے لگام کردیا یہ سارا قصہ ابن حاتم کی کتاب جرح وتعدیل کے مقدمہ میں مذکور ہے ۔

(۱) استاذ الحدیث بجامعہ محمد بن سعود الاسلامیہ بالریاض

ابو اسحٰق فزاری کا حال ہوگیا تھا کہ بقول دکتور محمد بن الطحان ۔

فقد وصل الامر بالفزاری ان يستعين بالائمة ليطعن فی ابی حنيفة فينسب اليهم القول ثم يكمله من عنده ۔

یہ شخص ائمہ حدیث کے نام کو امام ابوحنیفہ پر جرح کا ذریعہ بناتا اور ان کی طرف کچھ باتیں منسوب کرکے اپنی طرف سے ان گڑھی حکایتوں اور قصوں کی تکمیل کرتا تھا ۔ ص۳۳۱

غرض ابو اسحٰق فزاری پر اپنے بھائی کے قتل کئے جانے کا غم ایسا سوار ہوا کہ وہ امام ابوحنیفہ کا پکا دشمن ہوگیا اور اس نے ائمہ حدیث کے نام پر خوب خوب حکایتیں گڑھیں اور ان کو رواج دیا ، جن کو امام ابوحنیفہ سے ذرا بھی کد رہی انھوں نے ان جھوٹی روایتوں

اور حکایتوں کو مزا لے لے کر اپنی کتابوں میں درج کیا، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ بھی یہی تھا کہ ان کا ذہن حضرت امام ابوحنیفہ کی طرف سے کسی وجہ سے صاف نہیں تھا۔ جس کی شہادت خود ان کی کتاب صحیح بخاری میں بھی موجود ہے جس سے ہر صاحب علم واقف ہے، سیرۃ امام بخاری کے غیر مقلد مصنف مولانا عبدالسلام مبارکپوری فرماتے ہیں۔

انھوں نے (یعنی امام بخاری نے) صحیح بخاری میں اہل الرائے پر جس طرح تعریضات کی ہیں مخفی نہیں۔ ص۹۶

اس وجہ سے انھوں نے بھی حضرت امام ابوحنیفہ کے بارے میں فزاری اور ابونعیم جیسے افاک وکذاب کی گڑھی روایتوں پر اعتبار کر لیا اور امام ابوحنیفہ کی شان میں اپنے مقام ومرتبہ سے ہٹ کر بالکل خلافِ عقل باتوں کو بھی قبول کر لیا، صحیح سندوں سے امام ابوحنیفہ کی شان میں حضرت سفیان کی جو باتیں ہیں بخاری نے ان سے صرف نظر کیا اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں منحوس ہونے کی بات ابونعیم اور فزاری جیسے لوگوں پر اعتبار کر کے اپنی کتاب میں درج کر دی، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو فن حدیث کے امام تھے، احادیث کا خزانہ ان کے ذہن میں تھا، ان کے بعض غالی معتقدین تو ان کے بارے میں اس طرح کی باتیں نہایت شوق وذوق سے لکھتے ہیں کہ۔

ایک روز امام بخاری نے رات میں احادیث شمار کرنی شروع کی تو دو لاکھ حدیثوں کو شمار کیا جو انھوں نے مختلف تصانیف میں داخل کی تھیں (۱) اور فرمایا کہ اگر مجھ سے کہا جائے تو میں ابھی بیٹھ کر صرف ایک نماز سے متعلق دس ہزار حدیثیں روایت کر سکتا ہوں۔ (سیرۃ امام بخاری از مبارکپوری ص۹۲)

---

(۱) غیر مقلدین اس طرح کی مبالغہ آرائیوں کو امام بخاری کی تعریف میں مزہ لے لے کر بیان کرتے ہیں، مگر امام ابوحنیفہ کا عشاء کے وضو سے تہجد کی نماز پڑھنے کا واقعہ ان کے سر میں درد پیدا کرتا ہے، آپ غور فرمائیں امام بخاری ایک رات میں دو لاکھ حدیث شمار کرتے ہیں اور صرف نماز کے بارے میں وہ

ایسے جلیل القدر امام حدیث کو یہ کیسے نہیں معلوم ہو سکا کہ اسلام میں شوم اور نحوست کوئی چیز نہیں ہے، اور اگر ہے بھی تو صرف تین چیزوں میں ہے، حضرت امام بخاری کی نگاہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات کیوں اوجھل رہے۔

حقیقت میں بات وہی ہے جس کو اہل بصیرت نے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ پر جرح کرنے والے دو ہی طرح کے لوگ تھے، یا تو حاسد تھے، یا جاہل تھے، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام تو مسلم ہے، مگر حسد وہ مرض ہے کہ اس سے وہی محفوظ رہ سکتا ہے جسکو اللہ محفوظ رکھے، اور پھر جب استاذ بھی امام بخاری کو نعیم اور حمیدی جیسے لوگ مل جائیں جن کی جلن اور کڑھن امام ابوحنیفہ سے اور احناف سے معروف زمانہ ہے تو پھر امام بخاری کی زبان وقلم سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں جو بھی نہ نکل جائے مقام تعجب نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ جو امام بخاری کے استاذوں کے استاذ تھے کے بارے میں امام بخاری نے جو جرحیں کی ہیں شاید وہ اللہ کو پسند نہیں آئیں اور غالباً اسی کا نتیجہ تھا کہ امام بخاری جیسا جلیل القدر محدث اور فن حدیث کا امام جس کی شہرت سے عالم اسلام گونج رہا تھا اور جس کے شاگردوں کی تعداد ہزارہا ہزار تھی

دس ہزار حدیثیں ایک مجلس میں بیان کر سکتے تھے، کیا یہ بات عقل میں آنے والی ہے، اور کمال یہ ہے کہ جو امام بخاری ایسے تھے کہ ایک مجلس میں دس ہزار صرف نماز کے بارے میں روایت کر سکتے تھے ان کو قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی نہ آمین بالجہر کے سلسلہ کی ایک صریح روایت نہیں مل سکی جس کو وہ اپنی صحیح بخاری میں درج کر سکیں، اور سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والی کا تو امام بخاری کی صحیح میں کہیں نشان بھی نہیں ملتا، نہ ایک ہاتھ سے مصافحہ نہ تین طلاق کے ایک ہونے کا نہ تراویح کی آٹھ رکعتوں کا، حالانکہ یہی وہ مسائل ہیں جن پر آج کے غیر مقلدوں کا سارا زور صرف ہوتا ہے۔

اپنی عمر کے آخر ایام میں بہت بے قیمت اور بے حیثیت ہوگیا تھا اور اس پر
دنیا کی زمین تنگ ہوگئی تھی، حضرت امام ذہلی نے ان کو اپنے دربار سے اس
طرح باہر کیا کہ نیشاپور سے جب وہ نکلے ہیں تو ان کے ساتھ امام مسلم اور ایک
اور صاحب کے سوا کوئی نہیں تھا اور نیشاپور سے نکلنے کے بعد انکو کبھی قرار سے
رہنے کا موقع نہیں ملا، انکی مخالفت کرنے والے اتنے ہوگئے کہ کسی جگہ پناہ لینا
مشکل ہوگیا اور آخر کار امام بخاری کو اللہ سے یہ دعا کرنی پڑی، خدایا تیری زمین باوجود
کشادہ ہونے کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے، مجھے اپنے پاس بلالے، خدا نے یہ دعا قبول
فرمائی اور چند ہی روز بعد امام بخاری کا انتقال ہوگیا۔ (سیرۃ امام بخاری ص۹۹)
جنازہ میں کتنے آدمی شریک ہوئے، نماز جنازہ کس نے پڑھائی اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا،
حضرت امام اہل سنت احمد بن حنبل کا جب انتقال ہوا تھا تو ان کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کی
تعداد لوگوں نے دس لاکھ بتلائی ہے، مگر امام المحدثین بخاری کا ایک گمنام جگہ میں انتقال ہوجاتا
ہے اور کچھ پتہ نہیں چلتا کہ ان کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی اور کتنے لوگ اس میں شریک تھے
اور معنوی طور پر امام بخاری کی شخصیت ایسی مجروح ہوئی کہ امام مسلم جیسے ان کے شاگرد نے
صحیح مسلم میں امام بخاری سے کوئی روایت نہیں لی اور بہت سے محدثین نے ان پر جرح کی اور
طرح طرح کے ان کے اوپر مواخذات ہوئے، ان کی لوگوں نے غلطیاں نکالیں، اس بارے میں
انھوں نے تصانیف کیں امام ذہلی اور ابوحاتم نے ان کو متروک قرار دیا، صحیح بخاری کے راویوں
تک پر دارقطنی جیسے محدث نے کلام کیا، امام بخاری اور ان کی کتاب کے ساتھ یہ معاملہ کرنیوالا
الحمد للہ کوئی حنفی اور اہل الرائے میں سے نہیں تھا بلکہ یہ سب کے سب امام بخاری کے
ہم مسلک وہم مشرب محدثین ہی تھے، احناف نے تو امام بخاری کے بارے میں سب کچھ جاننے
کے باوجود بھی کہ ان کا معاملہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ کیسا رہا ہے، ان کو ہمیشہ اپنے سر پر
بٹھایا اور ان کو امیر المومنین فی الحدیث ہی سمجھا۔
امام بخاری جس کسمپرسی کے آخری ایام گذار کر اس دنیا سے تشریف لے گئے اور

اور جس طرح سے ان کا جنازہ پڑھا گیا اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے جو امام اعظم
حضرت امام ابوحنیفہ کی شان میں اپنی زبان دراز کرتے ہیں۔
حضرت امام اعظم کے خلاف جن لوگوں نے بکواسیں کی ہیں یہ لوگ عقیلی کی کتاب
کتاب الضعفاء سے بھی بہت کچھ نقل کرتے ہیں، محدث عقیلی نے کتاب الضعفاء میں امام
ابوحنیفہ کا ذکر کرکے ان کا حدیث میں ضعیف ہونا ثابت کیا ہے، اور امام ابوحنیفہ سے جلنے
بھننے والے لوگ اس کتاب کی باتوں کو نقل کرکے عوام کو امام ابوحنیفہ سے بھڑکاتے ہیں
چونکہ محدث عقیلی اور ان کی کتاب سے عام طور سے لوگ ناواقف ہوتے ہیں اس وجہ سے
وہ ان باتوں کو سچ سمجھ لیتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر محدث عقیلی اور ان کی کتاب
پر اعتماد کیا جائے اور اس کو قابل اعتبار سمجھا جائے اور عقیلی کو محدثین کے ضعیف ہونے
یا نہ ہونے کے بارے میں معیار قرار دیا جائے تو ثقہ محدثین کی ایک بہت بڑی تعداد مجروح
قرار پائے گی، حتی کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے رواۃ بھی ناقابل اعتبار قرار پائیں گے
اور اس طرح صحیحین کا پایہ اعتبار بھی جاتا رہے گا، عقیلی کا حال تو یہ ہے کہ وہ امام بخاری
کے سب سے بڑے استاذ جن کی روایتوں سے بخاری نے اپنی صحیح کو بھر رکھا ہے یعنی علی بن
المدینی کو بھی اس کتاب میں ذکر کیا ہے، حالانکہ علی بن المدینی وہ ہیں جن کے ثقہ ہونے اور
جن کی جلالت قدر پر سارے محدثین کا اتفاق عام ہے، مگر عقیلی نے ان کو بھی ضعیف
قرار دیا ہے۔
عقیلی نے کثیر بن شنظیر کو بھی ضعیف قرار دیا ہے حالانکہ نسائی کے سوا اصحاب
ستہ نے ان کی روایتوں کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ (دیکھو کتاب الضعفاء ص۶/۱۷)
کثیر بن شنظیر کی روایتوں کی تخریج امام بخاری نے کی ہے اور ایک روایت کی تخریج امام مسلم
نے کی ہے، بخاری والی روایت کو ابوداؤد اور امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔
عقیلی نے کتاب الضعفاء میں کثیر مولی ابن سمرہ کا بھی ذکر کیا ہے، اور کمال یہ ہے
کہ صرف ذکر کیا ہے کسی سے ان پر کوئی جرح نہیں نقل کی ہے۔ ص۳/۴۳

عقیلی نے اس کتاب میں محمد بن ابراہیم تیمی کا بھی ذکر کیا ہے (ص ۲ ج ۴) حالانکہ محمد بن ابراہیم کی توثیق پر سارے محدثین کا اتفاق ہے امام بخاری نے ان کی روایت سے اپنی صحیح میں احتجاج کیا ہے، ابن معین ان کو ثقہ قرار دیتے ہیں، ابوحاتم نے بھی انکو ثقہ قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن خراش، ابن حبان یعقوب بن شیبہ سب نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں، وثقہ الناس واحتج بہ الشیخان وتفرد القنطرۃ یعنی عام طور پر لوگوں نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، شیخین یعنی بخاری و مسلم نے ان سے احتجاج کیا ہے اور یہ زبردست قسم کے ثقہ تھے۔ (دیکھو اس صفحہ کا حاشیہ)

عقیلی نے محمد بن اسحٰق کو بھی کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے، حالانکہ اس کی روایت سے غیر مقلدین قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں احتجاج کرتے ہیں اور یہ شخص ان کے نزدیک زبردست ثقہ ہے۔

عقیلی نے محمد بن جحادہ کو بھی ضعیف قرار دیا ہے (ص ۴۳ ج ۴) حالانکہ یہ شخص بالاتفاق ثقہ محدث ہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد و نسائی، ترمذی، ابن ماجہ ان تمام کتابوں میں ان کی حدیثیں ہیں۔

عقیلی نے محمد بن حسن الاسدی کو بھی ضعیف قرار دیا ہے (ص ۵ ج ۴) حالانکہ یہ بخاری کے نزدیک حجت ہیں، بخاری نے اپنی صحیح میں ان کی روایت ذکر کی ہے، نسائی میں بھی ان کی روایت ہے اور بڑے بڑے محدثین نے جیسے ابن المدینی، دارقطنی ابن شاہین وغیرہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

عقیلی نے محمد بن راشد الخزاعی کو بھی ضعیف بتلایا ہے (ص ۶۵ ج ۴) جب کہ امام احمد، ابن معین و علی بن المدینی، نسائی جیسے لوگ ان کو ثقہ بتلاتے ہیں، ان کے تلامذہ میں کبار ائمہ فقہ و حدیث ہیں، مثلاً امام ثوری شعبہ ابن المبارک ابن مہدی وغیرہ نے اس سے روایت کی ہے۔ (صفحہ کا حاشیہ دیکھو)

عقیلی نے محمد بن طلحہ کو بھی ضعیف قرار دیا ہے (ص ۸۵ ج ۴) جب کہ یہ صدوق مشہور ہیں

بخاری و مسلم میں ان کی روایتوں سے احتجاج کیا گیا ہے، بڑے بڑے ائمہ حدیث جیسے عبدالرحمٰن بن مہدی ابن سلام ابوداؤد طیالسی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے، امام احمد عجلی ابن حبان وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا ہے، عقیلی نے محمد بن عبداللہ بن مسلم کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ (ص ۸۸ ج ۴)

جب کہ ان کے صدوق اور ثقہ ہونے پر اتفاق عام ہے، بخاری و مسلم اور سنن اربعہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

اسی طرح عقیلی نے محمد بن عمر کو بھی ضعیف قرار دیا ہے ص ۱۰۹ ج ۴ جب کہ انکی توثیق پر اتفاق عام ہے، بخاری و مسلم اور سنن اربعہ میں ان کی حدیثیں ہیں۔

عقیلی نے محمد بن عجلان المدینی کو بھی ضعیف قرار دیا ہے (ص ۱۱۸ ج ۴) حالانکہ یہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدث تھے ان سے روایت کرنے والوں میں امام مالک امام شعبہ یحییٰ بن سعید القطان جیسے ائمہ حدیث ہیں سنن اربعہ میں ان کی روایت موجود ہے۔

عقیلی نے محمد بن فضیل بن غزوان کو بھی ضعفاء میں ذکر کیا ہے ص ۱۱۸ ج ۴ جب کہ ان کا ثقہ ہونا متفق علیہ بات ہے۔ بخاری، مسلم اور سنن اربعہ میں انکی روایت موجود ہے۔

اس طرح نہ معلوم کتنے ثقہ محدثین اور صحاح ستہ کے راویوں کو عقیلی نے اپنی کتاب الضعفاء میں ذکر کر کے ان کی مقدس شخصیتوں کو داغدار کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے اگر انھوں نے حضرت امام اعظم کو بھی اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے تو ثقہ کو غیر ثقہ قرار دینا غیر مجروح کو مجروح قرار دینا یہ عقیلی کا کام ہی رہا ہے، ان ثقہ راویوں کا کچھ نہیں بگڑا البتہ اس سے خود عقیلی کی اپنی شخصیت مجروح ہو گئی۔

عقیلی نے جب ابن المدینی بخاری کے استاذ تک کو نہیں چھوڑا تو وہ ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کو کب بخشنے والے تھے، امام ذہبی ابن المدینی کو عقیلی کی

مجروح اور ضعیف قرار دینے کی حرکت پر برافروختہ ہو کر عقیلی سے یوں مخاطب ہوئے ہیں۔

فما لك عقل یا عقیلی اتدری فیمن تتکلم کانك لا تدری ان کل واحد من ھولاء اوثق منك بطبقات بل اوثق من ثقات کثیر من لم تورد ھم فی کتابك۔

(المیزان ص ۱۴ ج ۳)

یعنی اے عقیلی کیا تجھے عقل نہیں ہے کہ تو کس کو مجروح قرار دے رہا ہے، گویا تو یہ بھی نہیں جانتا کہ ان میں سے ہر ایک تجھ سے کئی درجہ بڑھ کر ثقہ ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ثقہ ہیں جن کا تو نے اپنی اس کتاب میں ثقہ جان کر ذکر نہیں کیا ہے۔

تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہ کے معاندین عقیلی کی جرح کو امام ابوحنیفہ کے بارے میں تو بڑی خوشی سے نقل کرتے ہیں، مگر عقیلی نے جن دوسرے بخاری و مسلم کے راویوں پر کلام کیا ہے اسے وہ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں، یہ ہے ان دشمنان ابوحنیفہ کے انصاف کی بات۔

عقیلی کی کتاب الضعفاء کے محقق و محشی امام ابوحنیفہ کے بارے میں عقیلی کی جرحوں کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

ولا یفوتنی ان اذکر ان ابن عبد البر رد بعض الجراح فی انتقائه انصافا لبعض الثقات الذین ضعفھم العقیلی وکان ابن الدخیل راویة العقیلی فالف جزءً فی فضائل ابی حنیفة ردا علی العقیلی حیث اطال لسانه فی فقیه الملة واصحابه البررة شان الجھلة الاغرار، وتبرأ مما خطته یمین العقیلی مما یجافی الحقیقة۔

یعنی یہاں مجھے یہ کہے بغیر چارہ نہیں ہے کہ عقیلی کی بعض ثقات کے بارے میں جو جرحیں ہیں جن کی بنا پر اس نے انکو ضعیف قرار دیا ہے اسکو اظہار انصاف کے طور پر حافظ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الانتقار میں رد کر دیا ہے، اور عقیلی کے راوی ابن دخیل نے امام ابوحنیفہ کے فضائل میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے جس میں اس نے عقیلی کا رد کیا ہے، اسلئے کہ اس نے امت کے فقیہ امام ابوحنیفہ اوران کے نیک و صالح شاگردوں کے بارے میں اپنی زبان کو لمبا کیا ہے

فسمعه حکم بن المنذر البلوطی الاندلسی عن ابن الدخیل بمکه وسمعه منه ابن عبد البر فساق غالب ما فیه من المناقب فی ترجمة ابی حنیفة من الانتقاء۔

(کتاب الضعفاء (ص ۹۶/۱۷))

جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، عقیلی کا یہ عمل جاہل بیوقوں کا ہے، جو حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ اس رسالہ کو ابن الدخیل سے مکہ میں حکم بن المنذر البلوطی اندلسی نے سنا اور بلوطی سے حافظ ابن عبدالبر نے سنا پھر انھوں نے اپنی کتاب الانتقار میں امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں اس کتاب کا اکثر حصہ نقل کیا ہے۔

یعنی عقیلی نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں جو بکواسیں کی ہیں اس کا رد خود اس کے خاص شاگردوں نے ہی کر دیا تھا، اور عقیلی کا یہ عمل ان کے نزدیک جاہلوں اور بیوقوں کا عمل قرار پایا اور انھوں نے اس کی بکواسوں کو حقیقت سے دور بتلایا۔

بہرحال کہنا یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں جن کی امامت و ثقاہت اور علمی تبحر اور فضائل و مناقب زبان زد عوام ہیں کسی کی جرح کو قبول نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ اپنے وقت کا کتنا بڑا بھی عالم ہو۔ اس لئے کہ بقول حافظ ابن حجر امام ابوحنیفہ پر جرح کرنے والے دو ہی طرح کے لوگ ہیں یا تو ان کے علم و فضل اور خداداد مقبولیت و محبوبیت کی وجہ سے ان پر حسد کرنے والے ہیں یا ان کے مقام و مرتبہ سے جاہل ہیں۔

حافظ ابراہیم سیالکوٹی مشہور غیر مقلد عالم ہیں وہ تاریخ اہلحدیث میں فرماتے ہیں۔

حافظ ذہبی کے بعد خاتمۃ الحفاظ ابن حجر کو بھی دیکھئے علوم حدیثیہ و تاریخیہ میں ان کے تبحر و فضل و کمال اور احوال رجال سے پوری آگاہی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، آپ تہذیب التہذیب جو اصل میں امام ذہبی کی کتاب تہذیب کی تہذیب ہے، امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں آپ کی دینداری اور نیک اعتقادی اور صلاحیت عمل میں کوئی خرابی اور کسر بیانی نہیں کرتے بلکہ بزرگان دین سے ان کی انمحد تعریف نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

الناس فی ابی حنیفة حاسد وجاھل یعنی حضرت امام ابوحنیفہ کے متعلق بری رائے

رکھنے والے لوگ کچھ تو حاسد ہیں اور کچھ جاہل ہیں۔ سبحان اللہ کیسے اختصار سے دو حرفوں
میں معاملہ صاف کر دیا ہے۔ ص۶۰

سیالکوٹی صاحب مزید حافظ ابن حجر کی یہ بات لکھتے ہیں۔

حافظ صاحب ممدوح (یعنی ابن حجر) لکھتے ہیں کہ قاضی احمد بن عبدہ قاضی رے
نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ ہم ابن عائشہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اس نے امام ابو حنیفہ کی
ایک حدیث بیان کر کے کہا کہ تم لوگ اگر آپ کو پاتے تو ضرور آپ کو چاہنے لگتے پس
تمہاری اور انکی مثال ایسی ہے جیسے یہ شعر کہا گیا ہے ۔

اقلوا علیہم ویلکم لا ابا لکم ،
من اللوم او سدوا المکان الذی سدوا

یعنی لوگو تمہارا برا ہو، تمہارے باپ مرجائیں ان پر ملامت کی زبان کو کوتاہ
کرو، ورنہ اس مکان کو پُر کرو جسکو انھوں نے پُر کیا تھا، یعنی ویسے بن کر
دکھاؤ۔ سبحان اللہ کیسے عجیب پیرائے میں اعلیٰ درجہ کی تعریف کی ہے (ص۶۰)

معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور انکے ممتاز تلامذہ کے بارے میں کسی کی جرح
کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور ان جرحوں کی بنا یا تو مذہبی منافرت ہے یا حسد وجہل کا
جذبہ، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اور ان کے
شاگردوں کے بارے میں محدثین کی طرف جو منسوب حکایتیں ہیں، وہ سب دشمنان
ابو حنیفہ کی گڑھی ہوئی باتیں، اور سراسر کذب و اختراع ہیں، جن ائمہ کی طرف ان
باتوں کو امام کے حق میں منسوب کیا گیا ہے ان کا دامن اس طرح کی باتوں سے قطعًا
پاک ہے۔

ابن ابی حاتم نے بھی اپنی کتاب، کتاب الجرح والتعدیل میں امام ابو حنیفہ پر زبان
تنقید کھولی ہے مگر ان کی اس کتاب کا سارا مادہ امام بخاری کی کتاب تاریخ کبیر سے
چرایا ہوا ہے، اور چرایا ہوا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ انھوں نے کہیں یہ اشارہ نہیں کیا ہے

کہ انھوں نے اپنی یہ کتاب امام بخاری کی کتاب کو سامنے رکھ کر تیار کی ہے۔

خطیب کہتے ہیں کہ انہ اخذ مادۃ التاریخ الکبیر للبخاری فعمل
منہا کتاب الجرح والتعدیل ونسبہ الی نفسہ۔

یعنی ابن حاتم نے امام بخاری کی کتاب تاریخ کبیر سے سارا مادہ لیکر اپنی کتاب
الجرح والتعدیل تیار کی ہے اور اس کتاب کو اپنی طرف منسوب کیا ہے، پھر خطیب
لکھتے ہیں۔ ومن العجب ان ابن ابی حاتم اغار علی کتاب البخاری ونقلہ
الی کتابہ فی الجرح والتعدیل یعنی عجیب بات ہے کہ ابن ابی حاتم نے بخاری کی
کتاب پر ڈاکہ ڈالا اور اس کو اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں نقل کیا ہے۔

اور لطف کی بات یہ ہے کہ بخاری کی تاریخ کبیر میں جن اسماء کا ذکر ہے انکو اکٹھا
کیا اور ان کے بارے بارے میں اپنے باپ ابو حاتم اور امام ابو زرعہ سے معلومات حاصل
کر کے پھر امام بخاری پر اعتراض کیا اور ان کی غلطیوں کو جمع کیا، اور اپنی ان تمام حرکتوں پر
کسی طرح کا کوئی عذر بھی پیش نہیں کیا۔[1]

جس کی دیانت وامانت کا یہ حال ہو وہ خود کتنا بڑا مجروح شخص ہوگا اور اس کی
جرح کسی کے بارے میں کب قابل قبول ہوگی، افسوس ایسے مجروح اور غیر ثقہ اور غیر امین لوگوں
کو بھی حوصلہ ہوتا ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ جیسے امام فقہ وحدیث پر زبانِ طعن دراز کریں اور
ان کو مجروح قرار دیں، جن کی امانت ودیانت اور امامت وعدالت مشہور زمانہ ہے اور
جن کا علم اقطار عالم میں پھیلا ہوا ہے اور جمہور نے جسکو اپنا مقتدیٰ بنایا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں سب سے زیادہ بکواس کرنے میں جس
شخصیت کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے، وہ خطیب بغدادی ہیں۔

انھوں نے اپنی تاریخ کی تیرہویں جلد میں حضرت امام اعظم اور ان کے تلامذہ کی

---

(۱) الموضح للخطیب ص ۷ - ۸ از الخطیب واثرہ ص۳۵۸

برائیوں کو ذکر کرنے میں بڑی دراز نفسی سے کام لیا ہے، ان کی تاریخ میں سب سے طویل ترجمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ہے ص۳۲۳ سے لیکر ص۴۵۴ تک یعنی سو صفحات سے بھی زائد میں یہ ترجمہ پھیلا ہوا ہے، شروع میں ائمہ دین سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں توثیق اور تعریف کے کلمات نقل کئے ہیں، پھر ان کے قلم کا رخ حضرت امام ابوحنیفہ کی برائی بیان کرنے کی طرف جو مڑا تو اس وقت رکا جب ان کے ترکش کا آخری تیر اس خواب پر ختم ہوا، میں ناظرین کی عبرت اور خطیب کو حضرت امام ابوحنیفہ سے جو بغض وعداوت رہی ہے اس کو بتلانے کیلئے یہاں وہ خواب نقل کرتا ہوں، خطیب اپنی سند سے بشر بن ابی الازہر کا یہ خواب نقل کرتے ہیں، بشر سے یہ خواب سننے والے حضرت ابن المدینی ہیں، حضرت ابن المدینی فرماتے ہیں کہ میں نے بشر بن ابی الازہر سے سنا کہ انھوں نے کہا۔

رأیت فی المنام جنازۃ علیھا ثوب اسود وحولہ قسیسون فقلت جنازۃ من ھذہ، فقالوا جنازۃ ابی حنیفۃ، حدثت ابا یوسف فقال لا تحدث بہ احدا۔

(تاریخ بغداد ص۴۵۴/۱۳)

میں نے خواب دیکھا کہ ایک جنازہ ہے جس پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے، اور اس کے آس پاس نصاریٰ کے علماء ہیں، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہ ابوحنیفہ کا جنازہ ہے، بشر کہتے ہیں کہ میں نے اس خواب کو ابو یوسف سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ اس کو کسی سے بیان مت کرنا۔

فقیہ ملت، فقہاء امت کے سردار امام اعظم کے بارے میں خطیب کے ذہن میں کتنی گندگی بھری تھی اس کا اندازہ اس خواب سے ناظرین لگائیں جس پر خطیب نے امام اعظم کے ترجمہ کو ختم کیا ہے، کون ابوحنیفہ، جن کے بارے میں مشہور مؤرخ محمد بن اسحٰق بن ندیم المتوفی ۳۸۵ھ اپنی فہرست میں فرماتے ہیں۔ والعلم برًّا وبحرًا وشرقًا وغربًا بعدًا وقربًا تدوینہ رضی اللہ عنہ (ص۲۹۹ فہرست ابن ندیم) یعنی علم بر و بحر مشرق و مغرب دور اور نزدیک جتنا بھی ہے یہ سب امام ابوحنیفہ (اللہ ان سے راضی ہو) ہی کا مدوّن کردہ ہے

اور جن کے بارے میں حافظ ابن کثیر الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الامام فقیہ العراق احد ائمۃ الاسلام والسادۃ الاعلام احد ارکان العلماء، احد الائمۃ الاربعۃ واصحاب المذاھب المتبوعۃ۔ البدایہ ص۱۰۷/۱۰)

یعنی حضرت ابوحنیفہ امام تھے، عراق کے فقیہ تھے، اسلام کے اماموں میں سے ایک تھے، اور اونچے درجہ کے سرداروں میں سے ایک تھے، علماء کے ارکان میں سے ایک رکن تھے، ائمہ اربعہ میں سے ایک تھے اور ان میں سے تھے جن کے مذہب کی اتباع کیجاتی ہے۔

یہ ایک شافعی امام وقت کی شہادت ہے کسی حنفی کی نہیں۔

دکتور محمد بن الطحان خطیب کی اس حرکت نازیبا کے بارے میں فرماتے ہیں۔

کیا وہ روایتیں جن کو خطیب نے امام ابوحنیفہ کی برائی بیان کرنے میں ذکر کی ہیں اور جو تقریباً اس تاریخ کے ساٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں کم تھیں کہ خطیب کو امام ابوحنیفہ کے مثالب کی تکمیل کے لئے شیطانی خوابوں کا سہارا لینے کیلئے مجبور ہونا پڑا۔

پھر فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اچھا خواب تو ذکر کیا جائے مگر برے خواب کا لوگوں سے تذکرہ نہ کیا جائے اور برا خواب دیکھنے والا صرف یہ کرے کہ اللہ کے ذریعہ شیطان سے پناہ مانگے اور بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے تاکہ اس خواب کا نقصان اس کو نہ پہونچے۔

تو بفرض محال اگر یہ خواب سچا ہی رہا ہو تو اگر خواب دیکھنے والے نے حدیث کی مخالفت کی تھی تو خطیب کو کیا ہو گیا تھا کہ اس کو عام کرنے اور پھیلانے کا کارنامہ انھوں نے انجام دیا۔ شاید خطیب نے اس کو اچھا خواب سمجھا ہے اسی لئے اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا اور لوگوں میں عام کیا، اس طرح اس نے اللہ کی رضا حاصل کرنے اور سنت کا ثواب حاصل کرنے کو سوچا۔ (۱)

---

(۱) الحافظ الخطیب البغدادی واثرہ فی علوم الحدیث ص۳۴۴ — ۳۴۵

حقیقت میں خطیب نے امام ابوحنیفہ کا ترجمہ اس خواب پر ختم کر کے بتلا دیا کہ اس کے دل میں امام اعظم سے کتنا بغض بھرا ہے ۔ جو شخص اتنا گیا گزرا ہو جو اس طرح کا خواب بھی امام اعظم جیسی جلیل القدر وعظیم المرتبت شخصیت کے بارے میں نقل کرنے سے خدا کا خوف نہ کھائے وہ امام اعظم کے بارے میں جتنا بھی افترا کرے کم ہے ، اگر خطیب میں انصاف پسندی کی ذرا بھی بو ہوتی تو وہ اس خواب پر جس کو خود خطیب نے اور حافظ ابن عبدالبر وغیرہ نے نقل کیا ہے حضرت امام ابوحنیفہ کا ترجمہ ختم کرتے ، خطیب ہی اپنی سند سے حموی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن الحسن کو خواب میں دیکھا میں نے کہا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو انھوں نے کہا کہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تجھ کو علم کا ظرف اس لئے نہیں بنایا تھا کہ میں تجھ کو سزا دوں، میں نے کہا ابو یوسف پر کیا گزری تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے اوپر ہیں ، تو میں نے کہا کہ ابوحنیفہ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ ابو یوسف سے کئی طبقات (کئی درجے) اوپر ہیں ، اور بعض روایت میں ہے کہ وہ اعلیٰ علیین میں ہیں ۔

مثالب ابی حنیفہ بیان کرنے میں خطیب بغدادی عجیب وغریب تضاد کا شکار ہوئے ہیں یعنی امام ابوحنیفہ کی برائیاں بیان کرنے میں انھوں نے بیشتر جگہ انھیں راویوں کا سہارا لیا ہے جن کی تضعیف خود انھوں نے کی ہے اور ان کو ناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے ، مگر یہی ناقابلِ اعتبار لوگ مثالب امام ابوحنیفہ بیان کرتے وقت خطیب کے نزدیک قابلِ اعتبار ہو گئے ہیں اور ضعیف راویوں کی روایتیں خطیب کے نزدیک محفوظ روایتیں بن گئی ہیں ۔

دکتور محمد طحان فرماتے ہیں

کیف یصف الخطیب المثالب بالمحفوظ وفی اسانید تلک الروایات رجال تکلم الخطیب نفسه علیهم بالجرح والتضعیف فی کتاب التاریخ ذاته ۔ (ص۳۰۸ الخطیب واثرہ فی علوم الحدیث)

یعنی خطیب مثالب اور مطاعن والی روایتوں کو کس طرح محفوظ بتلاتے ہیں جبکہ

ان روایتوں کو انھوں نے ایسی سندوں سے بیان کیا ہے جن میں ایسے لوگ ہیں جن پر خود خطیب نے اس کتاب میں جرح کی ہے اور ان کو ضعیف قرار دیا ہے ۔

پھر فرماتے ہیں ۔

جو شخص امام ابوحنیفہ کی عیب جوئی وبرائی بیان کرنے میں ایسے راویوں کی روایتیں ذکر کرتا ہے جن پر وہ خود کلام کر چکا ہے اور انکو ضعیف قرار دے چکا ہے ۔ اور پھر انھیں ضعیف راویوں کی روایتوں کو وہ محفوظ کہے اور ان پر اعتماد کرے وہ شخص خود اپنے ہی کو اعتراض اور طعن کا نشانہ بناتا ہے (ص۳۰۸ ایضاً)

خطیب بغدادی کی جب یہ تاریخ مصر میں چھپ رہی تھی تو اس وقت کی مصری حکومت[1] جامعہ ازہر کے علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی کہ اس تاریخ میں امام ابوحنیفہ کے تذکرہ میں خطیب نے جن روایتوں کے سہارے امام ابوحنیفہ کو مجروح ومطعون کرنے کی کوشش کی ہے ان روایتوں کا جائزہ لیں اور ان کی جانچ پڑتال کریں ۔ چنانچہ جب علماء ازہر نے ان روایتوں کا جائزہ لیا تو ان کا تبصرہ خطیب کے بارے میں یہ تھا ۔

" اس کتاب کا پڑھنے والا یہ محسوس کرے گا کہ خطیب نے امام ابوحنیفہ کو بدنام کرنے اور ان کی قدر ومنزلت گھٹانے میں بہت اسراف سے کام لیا ہے خطیب نے امام ابوحنیفہ کی برائی بیان کرنے میں جن روایتوں پر اعتماد کیا ہے ہم نے ان سب کی چھان بین کی تو ان سب روایتوں کو واہی اور کمزور سند والی پایا ، یہ روایتیں معنوی طور پر ایک دوسرے کے متعارض بھی ہیں ، اس میں کوئی شک نہیں کہ مذہبی تعصب کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے ، خطیب کا مذہبی تعصب ان روایتوں میں نمایاں ہے "

---

(1) اس کے پہلے اڈیشن کی تیرہویں جلد کی جس میں امام اعظم کا ترجمہ تھا ضبط کر لیا تھا ، اور اس کا دوسرا اڈیشن جامعہ ازہر کے علماء کی نظر ثانی کے بعد چھپا ۔

بہت سے جلیل القدر اور ذی مرتبت عالموں نے انصاف پسندی سے کام لیا ہے اور انھوں نے امام اعظم کی بھر پور تعریف کی ہے، اور بہت سے ثقہ علمار سے امام اعظم کے بارے میں ایسے تعریفی کلمات منقول ہیں جو خطیب کی ان جرحوں کی دھجیاں اڑا دیتے ہیں جن کو خطیب نے محفوظ کیا ہے، اگر تم ان علمار کی باتوں کو جاننا چاہتے ہو تو حافظ ابن عبد البر کی الانتقار، خوارزمی کی جامع المسانید، حافظ ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ ملک معظم کی السہم الخطیب سید مرتضیٰ زبیدی کی الجواہر المنیفہ وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کرو۔

امام ابوحنیفہ کی جلالت قدر، زہد و ورع اور علم میں ان کا درجہ، طبیعت کی عمدگی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو ان کا مضبوطی سے تھامنا یہ باتیں مشہور زمانہ ہیں، امام ابوحنیفہ کی وہ صفات ہیں جو ان کے قابلِ اعتماد شاگردوں اور دوسرے ثقہ اہل علم کی ایک جماعت سے بطور شہرت کے پہونچی ہیں، اس لئے کہ حضرت ابوحنیفہ کی شان کو خطیب کی یہ ضعیف اور کمزور روایتیں بٹہ نہیں لگا سکتی ہیں، دیکھو کہ حافظ ابن عبد البر نے الانتقار میں امام سفیان ثوری سے کیا نقل کیا ہے۔

امام ثوری حضرت ابوحنیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

کان ابو حنیفۃ شدید الاخذ للعلم ذابا عن حرم اللہ ان تستحل یاخذ بما صح عندہ من الاحادیث التی کان یحملها الثقات وبالآخر من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبما ادرک علیہ علماء الکوفۃ ثم قتنع قوم یغفر اللہ لنا ولھم۔

(حاشیہ تاریخ بغداد ص ۲۱۹ جلد ۱۳)

یعنی حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ علم حاصل کرنے والے تھے، اللہ کی حرمتوں کی مدافعت میں لگے رہنے والے تھے تاکہ اسے حلال نہ سمجھ لیا جائے، وہ انھیں حدیث کو اختیار کرتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح ہوتی اور جسے ثقہ راوی روایت کرتے، امام ابوحنیفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل اور علمار کوفہ کے جو طریقے تھے اسی کو اختیار کرتے تھے

پھر بھی کچھ لوگوں نے امام پر طعن و تشنیع کیا ہے، اللہ ہم کو اور ان کو معاف کرے۔

اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ خطیب نے امام ابوحنیفہ کے ایک دشمن کی زبان سے انھیں امام سفیانؒ سے وہ گندی بات نقل کی ہے کہ اسلام میں امام ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی منحوس پیدا نہیں ہوا۔ اور آپ حافظ ابن عبد البر سے جن کا علمی مرتبہ سب کو معلوم ہے، یہ بھی سن رہے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی صحیح احادیث کے بہت حریص تھے اور آپ کے مذہب و فقہ کی بنیاد صحیح حدیث پر ہے، اور دینی غیرت کا عالم یہ تھا کہ اللہ نے جس چیز کو حرام کیا ہے اسے کوئی حلال سمجھ لے امام ابوحنیفہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ حسد و جہل کی وجہ سے جن لوگوں نے ایسے امام پر طعن و تشنیع کیا ہے وہ ان کا ایسا بُرا عمل ہے کہ امام ثوری ان کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

بہرحال ان حقائق سے معلوم ہوا کہ ہمارے جن دوستوں نے امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کرنے کیلئے اور اپنی عاقبت خراب کرنے کیلئے خطیب بغدادی کا سہارا لیا ہے ان کا آشیانہ بہت ہی زیادہ شاخ نازک پر قائم ہے۔

آپ خطیب بغدادی کے تناقض کی دو ایک مثال بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ خطیب نے امام ابوحنیفہ کے مثالب میں جو روایتیں نقل کی ہیں ان کی حقیقت آپ پر مزید واشگاف ہو۔

(۱) محمد بن حَبّویہ النخاس کی روایت سے خطیب نقل کرتے ہیں کہ امام وکیع نے فرمایا کہ میں نے سفیان ثوری سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم مومن ہیں اور ہمارے نزدیک سارے اہل قبلہ مومن ہیں، اور ہمارا اللہ کے یہاں کیا حال ہے ہم یہ نہیں جانتے (کہ ہم مومن ہیں یا نہیں) پھر امام وکیع فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ جو سفیان کے قول کو اختیار کرے گا وہ ہمارے نزدیک اپنے ایمان میں شک کرنے والا ہوگا، ہم یہاں بھی قطعی طور پر ایمان والے ہیں اور اللہ کے یہاں بھی ہم ایمان والے ہیں، امام وکیع فرماتے ہیں کہ ہم تو سفیان کا قول اختیار کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ کی بات ہمارے نزدیک جرأت کی بات ہے۔

یہ روایت خطیب محمد بن حبویہ سے نقل کرتے ہیں اس کو ابو العباس خزاز کہا جاتا ہے۔

اس کے بارے میں خود خطیب کا یہ بیان ہے کہ ناقابلِ اعتبار راوی ہے، خطیب کی اس پر جرح ان کلمات سے ہے۔ کان متساهلا فیما یرویه یحدث عن کتاب لیس علیه سماعه، یعنی یہ شخص حدیث کے بیان کرنے میں بہت ڈھیلا ڈھالا تھا، یہ ان کتابوں سے بھی روایتیں بیان کرتا تھا جو اس کی سنی ہوئی نہ ہوتی تھیں۔ (دیکھو رقم ۱۱۲۹)

ایسے بے اعتبار شخص سے جس کی بے اعتباری پر خود خطیب شہادت مہیا کرتے ہیں امام ابوحنیفہ کی برائی میں امام وکیع جو امام کے قبول پر فتویٰ دینے والے محدث تھے کی زبان سے امام کی شان میں برائی نقل کرتے ہیں۔

پھر یہ بھی دیکھئے کہ امام ابوحنیفہ کا یہ قول جو خطیب کی نگاہ میں اللہ کی شان میں جرأت ہے عین صواب ہے، اس لئے کہ اپنے ایمان کے بارے میں کسی کو اگر ذرا بھی شک ہو تو وہ پکا مومن ہی کب شمار ہوگا؟ اللہ پر ایمان کے ساتھ شک کی کیا گنجائش ہے؟ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت سفیان ثوری نے بعد میں اس شک والے قول سے رجوع کر کے حضرت امام ابوحنیفہ کا قول اختیار کر لیا تھا۔ جامعہ ازہر کے علماء کی کمیٹی نے خوارزمی کے حوالہ سے سفیان کے رجوع والی بات اس جگہ پر اپنے حاشیہ میں نقل کی ہے۔ اور اپنے حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ یہ قول تنہا امام ابوحنیفہ کا نہیں ہے بلکہ بہت سے علماء اسی کے قائل ہیں کہ ایمان میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ص ۳۷۱ – ۳۷۲ ج ۱۳

(۲) متعدد روایتیں خطیب نے حارث بن عمیر کی سند سے روایت کی ہیں، یہ حارث پکے نمبر کا جھوٹا تھا۔ ذہبی فرماتے ہیں کہ ابن خزیمہ نے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے، حاکم کا بیان ہے کہ یہ جعفر صادق سے موضوع اور گڑھی ہوئی روایتیں بیان کرتا تھا، ابن صادق کہتے ہیں کہ ثقہ اور پختہ کار لوگوں سے موضوع روایتیں نقل کرتا تھا۔

(۳) بعض روایتیں خطیب نے محمد بن محمد باغندی سے روایت کی ہیں، جن کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں کہ یہ شخص بہت زیادہ تدلیس کرنے والا تھا، اور جو باتیں اس کی سنی ہوئی نہیں ہوتی تھیں اس کو بھی بیان کرتا تھا، یہ حدیثوں کا چور بھی تھا یعنی دوسروں کی حدیث

کو اپنی حدیث بتلاتا تھا اور اس کی روایت کرتا تھا۔ ابراہیم اصبہانی اس کو کذاب کہتے ہیں یعنی یہ شخص بہت بڑا جھوٹا تھا اس کے بارے میں خود خطیب نے اس طرح کی جرحیں نقل کی ہیں۔ دیکھو (نمبر ۱۲۸۵) ایسے کذابوں کی روایت کو خطیب امام ابوحنیفہ کے حق میں محفوظ کہتے ہیں۔

(۴) بعض روایات میں عباد بن کثیر ہے، جس کے بارے میں حافظ ذہبی فرماتے ہیں ثقہ نہیں تھا اور نہ اس کی کوئی حقیقت تھی۔

ان روایتوں کی طرف اشارہ کر کے جن میں اس طرح کے کذاب روای ہیں، دکتور محمد طحان فرماتے ہیں۔ هکذا یکون المحفوظ و فی السند کذابون و غیر ثقات یعنی محفوظ روایتیں ایسی ہی ہوتی ہیں جن کی سند میں اس طرح کے جھوٹے اور غیر ثقہ راوی ہوں۔ (ص ۳۱۴)

(۵) بعض روایات کی سندوں میں عبد السلام بن عبد الرحمٰن وابصی اور شریک بن عبداللہ جیسے راوی ہیں ان کو خود خطیب نے مجروح اور ضعیف قرار دیا ہے۔ (۴۸۳۸)

شریک نے امام ابوحنیفہ پر یہ افترا کیا کہ وہ کہتے تھے کہ نماز کا تعلق دین سے نہیں ہے۔ حالانکہ صحیح روایت میں ہے کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ نماز ایمان کا جز نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ نماز چھوڑنے سے آدمی کا ایمان ہی چلا جائے اور وہ کافر ہو جائے، اگرچہ نماز امام کے نزدیک شریعت کے اہم ارکان میں سے ہے۔ دیکھو حاشیہ ص ۳۷۵ ص ۳۷۶

(۶) ایک روایت خطیب نے یہ نقل کی ہے کہ امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت آدم علیہ السلام کا ایمان ابلیس کے ایمان کی طرح ہے، اس کی سند میں محبوب بن موسیٰ الانطاکی اور ابواسحٰق فزاری ہے یہ دونوں ناقابلِ اعتبار اور منکر الحدیث راوی ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے بارے میں خطیب ہر طرح کی بات نقل کرتے ہیں، چاہے وہ کتنی خلافِ عقل کیوں نہ ہو، ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی وہ بات نہیں کہہ سکتا جو امام ابوحنیفہ کی زبان سے کذاب راویوں کی سند سے خطیب نے نقل کی ہے، کیا خطیب کو اتنا بھی پتہ نہیں ہے

کہ ابوحنیفہ کے نزدیک کسی بھی دینی حکم کا ادنیٰ سا بھی استخفاف باعثِ کفر ہے اور اس سے ان کے نزدیک انسان دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، وہ ابوحنیفہ حضرت ابوبکر اور حضرت آدم کے ایمان کو ابلیس کے ایمان کے برابر قرار دیں گے! غرض خطیب جو کچھ بھی نہ کر گزریں کچھ تعجب نہیں ہے کہ ان کے دل میں امام ابوحنیفہ کے خلاف بغض عناد بھرا ہوا تھا۔

(۶) بعض روایات کی سندوں میں محمد بن موسیٰ بربری ہے، جس کے بارے میں خود خطیب کا کہنا ہے کہ اس کو صرف دو حدیثیں یاد تھیں اس میں ایک حدیث الطیر ہے جس کے موضوع ہونے پر محدثین کا اجماع ہے۔ (دیکھو نمبر ۱۳۲۲)

(۷) بعض روایات کی سند میں حسن بن الحسین اللادماء النعال ہے جس کے بارے میں خطیب خود کہتے ہیں کہ اس نے اپنا معاملہ خود ہی خراب کر رکھا تھا، بہت سا وہ باتیں جو اس کی سنی ہوئی نہیں تھیں ان کو بھی اس نے اپنی مسموعات میں شامل کر لیا تھا، ذہبی فرماتے ہیں کہ یعنی اس نے ان کو گڑھ لیا تھا۔

خطیب نے ایک حرکت یہ کی ہے کہ امام ابوحنیفہ کو جہمی ثابت کرنے پر زور دیا ہے اور اس کیلئے انھوں نے امانت و دیانت کو بالکل بالائے طاق رکھ کر ہر طرح کی رطب و یابس اور جھوٹی من گھڑت روایتوں کو ذکر کیا ہے۔ جبکہ خود خطیب ہی نے حضرت امام ابو یوسف سے امام ابوحنیفہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔ قال ابوحنيفة صنفان من شر الناس بخراسان الجهمية والمشبهة یعنی حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ خراسان کا دو گروہ لوگوں میں سب سے بدترین گروہ ہے، ایک جہمی فرقہ دوسرا مشبہ کا فرقہ، نیز خطیب ہی عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ جہم بن صفوان کو کافر کہتے تھے، اس کے باوجود خطیب نے امام ابوحنیفہ پر ان کے شاگرد رشید امام ابو یوسف کے واسطے سے جہمی ہونے کا الزام تھوپا ہے گویا خطیب نے شرم و حیا کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا ہے کیا خطیب کو امام ابوحنیفہ کی کتاب الفقہ الاکبر کا بھی مطالعہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا جس میں انھوں نے فرقہ جہمیہ اور تمام باطل فرقوں کا زبردست رد کیا ہے۔

اسی طرح بہت سی روایتوں سے امام ابوحنیفہ کو مرجئی اور رأس المرجئہ ثابت کیا ہے یہ تمام روایتیں باطل سندوں سے ہیں، علامہ زاہد الکوثری نے خطیب کی ایک ایک روایت کا بھرپور جائزہ لے کر اس کا باطل ہونا ثابت کیا ہے۔

البتہ یہ یاد رہے کہ ارجاء کی دو قسم ہے ایک ارجاء سنی اور دوسری ارجاء بدعی سنی ارجاء کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اعمال میں کوتاہی سے انسان ایمان اور اسلام سے نہیں نکلتا ہے، مگر اس کو گناہ ہوتا ہے، اور بدعی ارجاء یہ ہے کہ اعمال کو گناہ اور ثواب سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا ہے، ارجاء کی پہلی قسم تمام اہل سنت کا مذہب ہے۔[1] اور دوسری قسم یعنی عمل کی کوتاہی سے انسان گناہ گار بھی نہ ہو یہ اہل باطل کا مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ پر ارجاء کا الزام رکھنے والے اس فرق کو یا تو سمجھ نہیں پائے ہیں یا سمجھ کر نادان بنتے ہیں، اور جس ارجاء کے امام صاحب قائل نہیں ہیں خوامخواہ کا وہی ارجاء ان کے سر تھوپتے ہیں۔

حافظ ابن عبدالبر نے امام پر اس طرح کے تمام الزامات کا انکار کر کے صاف صاف اپنی کتاب الانتقاء میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک وہی تھا جو کہ تمام اہلسنت والجماعت کا مسلک تھا۔ الانتقاء ص ۱۶۵

بعض باتیں تو خطیب بغدادی کی بہت ہی عجیب و غریب ہیں جس سے انکی دیانت و ثقاہت سخت مجروح ہو جاتی ہے، مثلاً انھوں نے ایک روایت نقل کی ہے کہ سلیمان

---

(۱) خواہ اس کا بخاری جیسے لوگ زبان سے اقرار نہ کریں مگر عملاً و اعتقاداً وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ عمل کے نہ ہونے سے ایمان نہیں جاتا ہے سنجیدہ علماء غیر مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے، حافظ ابراہیم سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں۔ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابوحنیفہ کو بھی رجال مرجئہ میں شمار کیا ہے حالانکہ آپ اہلسنت کے امام ہیں اور آپکی زندگی اعلیٰ درجہ کے تقویٰ اور تورع پر گذری جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ تاریخ اہلحدیث ص ۸۵ اگر عمل کی کوتاہی کی وجہ سے آدمی کو ایمان سے خارج قرار دیا جائے جیسا کہ خارجیوں کا مذہب ہے تو پھر کوئی مسلمان مومن کہلانے کا مستحق بہت مشکل سے ہوگا اسلئے کہ عمل میں کوتاہی سے کوئی محفوظ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے۔

عمرو قاضی نے برسر منبر کہا کہ لا رحم اللہ ابا حنیفۃ فانہ اول من زعم ان القرآن مخلوق ۔ یعنی اللہ امام ابوحنیفہ پر رحم نہ کرے یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے قرآن کو مخلوق قرار دیا، اصل میں مارحم اللہ اباحنیفۃ نہیں تھا بلکہ مارحم اللہ ابا فلان تھا، جیسا کہ تاریخ ابن عساکر میں موجود ہے ۔ خطیب بغدادی کی روایت میں اس کو مارحم اللہ اباحنیفۃ بنا دیا گیا، خطیب کو یہ کہاں سے معلوم ہوگیا کہ ابا فلان وہ ابوحنیفہ ہی ہیں، پھر یہ کہ ملل ومذاہب کے بیان میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں سب میں یہ ہے کہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قول سب سے پہلے جعد بن درہم نے ایجاد کیا ہے، پھر اس مذہب کو جہم بن صفوان نے خوب پھیلایا اسی وجہ سے اس فرقہ کے لوگوں کو جہمیہ کہا جاتا ہے، پھر اس کو آگے بڑھانے میں بشر بن غیاث کا ہاتھ تھا ۔ حافظ لالکائی نے اپنی کتاب شرح السنہ میں لکھا ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ ان اول من قال القرآن مخلوق الجعد بن درہم فی سنۃ نیف وعشرین ومأۃ یعنی سب سے پہلے القرآن مخلوق کہنے والا شخص جعد بن درہم ہے جس نے اس قول کا ۱۲۰ھ میں اختراع کیا ۔ (خطیب وا ثرہ فی علوم الحدیث ص۲۲۲)

القرآن مخلوق والی بات کو بھی متعدد سندوں سے خطیب نے ذکر کیا ہے اور سب میں ناقابلِ اعتبار راوی ہیں ۔ ڈاکٹر محمود طحان نے ایک ایک روایت کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے ۔ (دیکھو ص۲۲۲ وبعدہا)

ان چند باتوں سے تاریخ خطیب میں مذکور ان تمام روایتوں کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے جو امام ابوحنیفہ کے مثالب کو بیان کرتی ہیں، اور خطیب نے جن کو مزا لے لے کر ساٹھ سے زیادہ صفحوں میں نقل کیا ہے، خطیب کی ان روایتوں کی حقیقت کو جاننے کیلئے جامعۃ الملک الامام سعود کے استاذ الشیخ محمود الطحان کی کتاب کا مطالعہ کافی ہوگا، نیز اگر کسی کو میسر ہو تو تانیب الخطیب بھی دیکھ لے، علامہ زاہد کوثری نے ایک ایک روایت کا بخیہ ادھیڑ دیا ہے، چونکہ علامہ کوثری کا نام سنتے ہی غیر مقلدوں کو بخار آنے لگتا ہے،

اس وجہ سے میں نے قصداً ان کی کتاب سے کچھ نقل نہیں کیا ہے، مگر حق یہ ہے کہ یہ کتاب تحقیقات کا ایک شاہکار ہے اور خطیب کی کتاب کا اس سے بہتر اور کوئی دوسرا جواب نہیں ہے ۔

افسوس ان ہی باطل روایتوں کے سہارے سلفیت کے جراثیم میں مبتلا فرقہ آج کے اس دور میں امام ابوحنیفہ پر اعتراض کرتا ہے اور انکو اسلام سے خارج قرار دیتا ہے، انکو بدعتی بتلاتا ہے، انکی فقہ کو قیاسات ورائے کا مجموعہ قرار دیتا ہے، یہ فرقہ اپنے شیش محل سے حنفیت کے آہنی قلعہ پر بمباری کرنے کا خواب دیکھتا ہے ۔

خطیب کی دیانت کا حال تو یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی تعریف میں انھوں نے جو روایتیں ذکر کی ہیں، اسکو غیر محفوظ قرار دیتے ہیں خواہ اس کی سند کتنی بھی مضبوط ہو ۔ اور امام ابوحنیفہ کے مناقب کی روایتوں کو وہ محفوظ قرار دیتے ہیں، چاہے ان کے راوی کذاب ہی کیوں نہ ہوں ۔ جب وہ امام ابوحنیفہ کے مناقب والی روایتیں ذکر کرتے ہیں تو اس کے راویوں پر بھی کلام کرتے ہیں، اور جب ان کے مثالب والی روایتیں لاتے ہیں تو خاموشی سے گذر جاتے ہیں اور یہ نہیں بتلاتے کہ ان روایتوں میں فلاں فلاں راوی ضعیف کمزور اور غیر ثقہ ہے ۔ مثلاً انھوں نے یہ روایت ذکر کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان ہوگا اور اس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہے وہ میری امت کا چراغ ہے ۔

اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد چونکہ امام ابوحنیفہ کی اس میں تعریف تھی تو خطیب اس پر نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ھو حدیث موضوع تفرد بروایتہ البورقی وقد شرحنا فیما تقدم امرہ وبینا حالہ ۔ یعنی یہ موضوع روایت ہے اس کا روایت کرنے والا تنہا بورقی ہے، اور ہم نے گزشتہ صفحات میں اس کا حال بیان کر دیا ہے ۔ (یعنی وہ ناقابلِ اعتبار راوی ہے)

اسی طرح یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ کیا سفیان ثوری نے امام ابوحنیفہ سے

روایت کی ہے، تو انھوں نے کہا کہ ہاں اور پھر فرمایا کہ امام ابوحنیفہ حدیث و فقہ میں بہت زیادہ سچے تھے اور اللہ کے دین کے بارے میں بڑے امانت دار تھے۔

تو یحییٰ بن معین کی یہ تعریف خطیب کو امام کے حق میں پسند نہیں آئی اور انھوں نے اس روایت پر اس طرح جرح کی کہ اس کی سند میں احمد بن عطیہ ہے جو ثقہ نہیں تھا۔

مگر جب امام ابوحنیفہ کی معائب و مثالب والی روایتیں ذکر کرتے ہیں تو خواہ وہ کتنی بھی جھوٹی روایتیں ہوں اس کے کذب اور دروغ کی طرف ادنیٰ اشارہ بھی نہیں کرتے ہیں کیا اسی کا نام دیانت و امانت ہے اور کیا اس کے بعد بھی خطیب کی شخصیت امام ابوحنیفہ کے حق میں قابلِ اعتبار ہوسکتی ہے؟ اس کا فیصلہ خود ناظرین کر سکتے ہیں۔

اب ایک بات عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ ائمہ حدیث اور کبار اہل علم کا یہ فیصلہ ہے کہ جس کی امامت حدیث و فقہ میں مسلم ہو، اور جس پر امت کا عام اعتماد ہو اور جس کا ورع زہد و تقویٰ مشہور زمانہ ہو، جس سے کذب و دروغ گوئی کا کبھی کوئی ثبوت نہ پایا گیا ہو، اس پر کسی کی بھی جرح خواہ وہ اپنے وقت کا امام المحدثین اور امیر المومنین فی الحدیث ہی کیوں نہ ہو مقبول نہیں ہوسکتی اور اس جرح کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ حافظ ابن عبدالبر اسی بات کو اس طرح کہتے ہیں۔

والصحیح فی ھذا الباب من صحت عدالتہ وثبتت فی العلم امامتہ وبانت ثقتہ وعنایتہ بالعلم لم یلتفت فیہ الی قول احد الا ان یاتی فی جراحتہ ببینۃ عادلۃ تصح بھا جرحتہ علی طریق الشہادات

(جامع بیان العلم) یعنی جرح و تعدیل کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ جس کی عدالت صحیح طور پر ثابت ہو اور اس کی امامت فی العلم ثابت ہو اور اس کا ثقہ ہونا ظاہر ہو اور یہ معلوم ہو کہ اس کی علم کی طرف توجہ رہی ہے اس کے بارے میں کسی کے قول کا اعتبار نہ ہوگا الا یہ کہ وہ شخص کوئی صحیح جرح پیش کرے جس سے اس شخص کا مجروح ہونا شہادت کے طریق پر ثابت ہو جائے، یعنی اس کا قول شرعی شہادت کے معیار پر پورا اترے۔

پھر حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں۔ لا یقبل فیمن اتخذہ جمھور من المسلمین اماما فی الدین قول احد من الطاعنین۔ یعنی جمہور مسلمین نے جس کو دین میں اپنا امام بنایا ہو اس کے بارے میں طعنہ کرنے والوں کی کوئی بات قابلِ قبول نہ ہوگی۔

دکتور طحان حافظ ابن عبدالبر کا یہ کلام نقل کر کے فرماتے ہیں۔

فابو حنیفۃ الذی ثبتت فی الدین امامتہ واشتھرت بین المسلمین عدالتہ وامانتہ وانتشر فی الاقطار علمہ ونزاھتہ واتبع فقھہ اکثر المسلمین علی مدی القرون الی ھذا الیوم لا یقبل فیہ قول احد من الطاعنین ولا یلتفت الی حسد الحاسدین۔

تو امام ابوحنیفہ جن کی امامت دین میں ثابت ہے اور جن کی عدالت و امانت مسلمانوں کے درمیان مشہور ہے، اور جن کا علم دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور جن کی فقہ کی پیروی کرنیوالے صدیوں سے آج تک مسلمانوں کا اکثریتی طبقہ رہا ہے پس اس جیسے امام کے بارے میں کسی کی بھی جرح قبول نہیں کی جائیگی اور نہ حاسدوں کے حسد کی طرف متوجہ ہوا جائیگا۔

(ص ۳۴۱ خطیب واثرہ)

خطیب کے بارے میں دکتور طحان اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں بلکہ اسی پر اپنی کتاب کو ختم کرتے ہیں۔

خطیب نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں جن کی امامت پر مسلمانوں کا اجماع ہے اس امام کے بارے میں تمام رطب و یابس کو جمع کر دیا ہے، بیشک وہ اس بارے میں خطا کار ہیں، وہ اس بارے میں انصاف کے راستہ سے ہٹے ہوئے اور تعصب کی راہ اختیار کرنے والے ہیں، خطیب نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں انکی عیب جوئی کیلئے جو روایتیں نقل کی ہیں سب کی سب واہی اور کمزور سندوں والی ہیں۔[1] (ص ۲۹۱)

---

(۱) الدکتور طحان یہ ایک غیر حنفی عالم ہیں اس وجہ سے ان کے خیالات کو بڑی اہمیت ہے، انھوں نے

ناظرین اس کو بھی دھیان میں رکھیں کہ خطیب کے قلم کا نشانہ صرف امام ابوحنیفہ ہی نہیں بنے ہیں بلکہ اکابر امت اور اجلاء، فقہاء و محدثین ان کے قلم کا نشانہ بنے ہیں بلکہ ان کے قلم سے کم ہی فضلائے امت محفوظ رہے ہیں، امام مالک کو خطیب نے قلیل الحفظ قرار دیا ہے، امام حسن بصری و امام ابن سیرین کو قدریہ فرقہ میں شمار کیا ہے، مالک بن دینار کو ضعیف قرار دیا ہے، سبط ابن جوزی فرماتے ہیں۔

لم یسلم منہ الا القلیل یعنی خطیب کے قلم سے بہت ہی کم لوگ محفوظ رہے، خطیب حنابلہ کے بھی سخت دشمن رہے ہیں، اپنی اس تاریخ میں حنابلہ علماء و محدثین کا جس انداز میں ذکر کیا ہے اس کا اندازہ اس کتاب کے مطالعہ سے ہوگا۔

اب آخر میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے ان غیر مقلدین سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو خطیب بغدادی کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہر رطب و یابس روایتوں اور قصوں کو بڑی وسعتِ ظرفی سے قبول کرتے ہیں اور ان جھوٹی باتوں سے اپنا ضمیر روشن کرتے اور اپنے ایمان و دینداری کو جلا دیتے ہیں، میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خطیب بغدادی کے قلم نے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نہیں چھوڑا ہے، خطیب نے اپنی موضح اوہام الجمع والتفریق میں امام بخاری کی چوہتر غلطیوں کو پکڑا ہے جس سے امام بخاری کی شخصیت سخت مجروح ہو گئی ہے اور انکے حافظہ اور تاریخ میں انکی مہارت و تبحر کے جو قصے مشہور ہیں سب پر پانی پھر گیا ہے، براہ کرم غیر مقلدین حق و دیانت اور انصاف کے ساتھ کبھی اس کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً وصلی اللہ علی النبی الامی الف الف تحیۃ وسلام۔

محمد ابوبکر غازی پوری

جامعہ ازہر سے خطیب بغدادی پر پی ایچ ڈی کی ہے، انکی پی ایچ ڈی کا یہی مقالہ جو جامعہ ازہر کے دو فاضل اساتذہ کی نگرانی میں تیار ہوا ہے، پانچ سو صفحات سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب الخطیب البغدادی واثرہ فی علوم الحدیث کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ پھر یہ جامعۃ الملک الامام سعود ریاض میں استاذ رہے ہیں خطیب کے بارے میں اتنی محقق و مفصل کتاب میرے علم میں کوئی دوسری نہیں ہے۔